اعمال نیتوں کے تابع ہوتے ہیں

(فرمودہ ۲- ستمبر ۱۹۴۲ء)

۲- ستمبر ۱۹۴۲ء بعد نماز ظہر حضرت مصلح موعود نے حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی بیٹی ناصرہ بیگم صاحبہ کا نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر مکرم عبدالرحیم صاحب ولد میاں عبداللہ خان صاحب افغان کے ساتھ اور محترم ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آباد مرحوم کی بیٹی حمیدہ بیگم صاحبہ کا نکاح مکرم سید نذیر احمد صاحب ابن سید محمد صاحب مرحوم امرتسر کے ساتھ سات سو روپیہ مہر پر پڑھا۔ [۱]

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا :

نکاح کے متعلق رسول کریم ﷺ نے جن کلمات سے ابتداء فرمائی ہے وہ کلمات حمد ہیں۔ فرماتے ہیں اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ۔ [۲] سب تعریفیں اللہ ہی کی ہیں اور ہم اسی کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق اس کی تعریف کرتے ہیں یا یہ کہ سب تعریفیں اللہ ہی کی ہیں اور ہم اس کی ان صفات کے ظہور کی وجہ سے جو صفات حمدیہ ہیں اور جن سے ہم نے بھی حصہ پایا ہے ان لوگوں میں سے ہیں جو خدا تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں گویا الحمدللہ نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو علمی رنگ میں بیان فرمایا ہے مگر نحمدہ نے ان کا عملی اظہار کیا ہے اور ہم ان صفات کے ظہور کو اپنے نفس میں بھی دیکھ چکے ہیں۔ اور اپنے نفس میں ان صفات کے ظہور کو دیکھنے کے بعد اس امر کا اقرار کرنے سے نہیں رہ سکتے کہ ہم بھی اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہیں اور ہم پر اس کی تعریف واجب ہے۔

ان کلمات سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اور بڑے بڑے کاموں کو رسول کریم ﷺ نے مؤمن کے لئے بشارت اور برکت کا موجب قرار دیا ہے اور ان کو برکت اور بشارت کا موجب بنانے کی تاکید فرمائی ہے ویسے ہی نکاح کو آپ نے برکت اور بشارت کا موجب بنانے کی تحریک فرمائی ہے کیونکہ اگر نکاح برکت اور بشارت کا موجب نہیں تو اس کی ابتداء میں الحمد للہ کہنے کے کوئی معنے نہیں اور اگر نکاح ہمارے لئے برکت اور بشارت کا موجب نہیں تو ہمارے منہ سے حمد اس موقع پر زیب نہیں دیتی۔ ہزاروں آدمی دنیا میں اس قسم کے موجود ہیں جو ان غلط خیالات میں مبتلاء ہیں کہ شادیاں وبال جان ہوتی ہیں لڑکیوں میں بھی ایسی ہیں اور لڑکوں میں بھی ایسے ہیں خصوصاً یورپ اور امریکہ میں ۴۰۔ ۴۰، ۵۰۔ ۵۰ سال تک لوگ شادیاں نہیں کرتے اور جب ان سے پوچھا جائے کہ کیوں نہیں کرتے تو وہ کہتے ہیں جتنے دن بھی آزادی اور آرام کے مل جائیں اتنا ہی اچھا ہے۔ یہی حال لڑکیوں کا ہے وہ چالیس چالیس، پچاس پچاس سال کی عمر تک آزاد رہتی ہیں اور جب ان سے پوچھا جائے تو وہ کہتی ہیں اول تو ہم نے شادی کرنی ہی نہیں اور اگر کرنی ہی پڑی تو اس سے پہلے جتنے دن آزادی کے میسر آجائیں اتنا ہی غنیمت ہے۔ گویا شادی اور بیاہ کو وہاں کی لڑکیاں اور لڑکے قید خیال کرتے ہیں۔ جس کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ وہ اس کو حمد کا موجب قرار نہیں دیتے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا انسان نکاح کی تقریب پر الحمد للہ کہنے کا مستحق نہیں اور اگر وہ کہتا ہے تو منافقت سے کام لیتا ہے۔ جب تک کوئی شخص اس عقیدہ کا پیرو نہ ہو اور اسے دل سے تسلیم کرنے والا نہ ہو کہ نکاح اللہ تعالیٰ کی برکات میں سے ایک برکت ہے اور اس کی رحمتوں میں سے ایک بڑی رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ کے قائم کئے ہوئے نظام کی تکمیل کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو ہم پر نازل کرنے کا ایک سبب ہے اس وقت تک کوئی انسان سچے دل سے یہ الفاظ نہیں کہہ سکتا۔

پھر دوسرا حصہ جو نَحْمَدُہٗ کا ہے کہ ہم حمد کرتے ہیں اس کے خلاف بھی بہت سے لوگ دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ ہزارہا لوگ ایسے ہیں جو شادی کرتے وقت بھی انصاف اور محبت کی بنیاد رکھنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ وہ شادیاں کرتے ہیں مگر ان کی نیتوں اور ارادوں میں کبھی دوسروں سے بدلہ لینا ہوتا ہے، کبھی فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکانا ہوتا ہے، کبھی گھر کے کام کاج کے لئے ایک نوکر لانا ہوتا ہے اور کبھی اس قسم کے اور قبیح و غلیظ اور خبیث خیالات ان کے دلوں میں پائے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ ادنیٰ ادنیٰ ضرورتوں کو پورا کرنا ان کا مقصد ہوتا ہے، بعض

دفعہ ایک انسان کو غلامی کا طوق پہنانا ان کے مدنظر ہوتا ہے اور بعض دفعہ اپنے ماں باپ یا دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں کا بغض نکالنا ان کا منشاء ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے دل میں اس قسم کے ارادے رکھ کر نکاح کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے وہ کب سچے دل سے نَحْمَدُہٗ کہہ سکتا ہے۔ وہ تو اپنا بغض نکالنا چاہتا ہے، وہ تو گھروں کے امن کو برباد کرنے کا ارادہ کرچکا ہوتا ہے، وہ تو اپنے پرانے شکوے کو ناقابل معافی سمجھ کر شریعت کے احکام کو رد کرنے کے لئے تیار ہو کر آتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جو شکوے میرے دل میں ہیں اسے اب کوئی معافی مٹا نہیں سکتی۔ ایسے خیالات کے ہوتے ہوئے وہ کس طرح حمد کرسکتا ہے یا اگر وہ نکاح کے ذریعہ کسی کی گردن میں غلامی کا طوق ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے اور اپنی بیوی کو اپنا ہمراز اور ہم سفر بنانے کی بجائے اسے ایک نوکر کی حیثیت سے لانے کے لئے نکاح کرتا ہے تو وہ کس طرح حمد کرسکتا ہے۔ اگر وہ حمد کرسکتا ہے تو وہ ڈاکو بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ سکتا ہے جو کسی کو مار کر اس کی جیب میں سے دو چار روپے نکال لیتا ہے، اگر وہ حمد کرسکتا ہے تو وہ چور بھی الحمدللہ کہہ سکتا ہے جو کسی کے مکان میں سینده لگا کر اس کا ٹرنک اٹھالے جائے اور راستہ میں کہتا چلا جائے کہ الحمدللہ میں چوری میں کامیاب ہوگیا۔ اگر ان خیالات کے ساتھ نکاح میں شامل ہونے والا نَحْمَدُہٗ کہہ سکتا ہے تو وہ ظالم اور جابر بادشاہ جو لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کو تہ تیغ کرکے ہزاروں اور لاکھوں گھرانوں کو برباد کردیتا ہے، جو ملکوں کے ملک تباہ کردیتا ہے، جو لوگوں کی لاشوں کو روند کر فخر محسوس کرتا ہے وہ بھی کہہ سکتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں نے ایک لاکھ آدمی مروا ڈالے، میں نے ایک لاکھ عورتوں کو بیوہ بنا دیا، میں نے چار لاکھ بچوں کو یتیم بنا دیا اگر ایسا شخص اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اس طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے والے پر لوگ لعنت بھیجیں گے۔ اور اس کی حمد کو عجیب سمجھیں گے۔ وہ کہیں گے اسے تو چاہئے تھا کہ استغفراللہ کہتا مگر وہ کہہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رہا ہے۔ تو آیات نکاح کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ سے شروع کرکے رسول کریم ﷺ نے ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے کہ ہمارے نکاح حمد پر مبنی ہونے چاہئیں اور اگر انسان اس کی نیت کرلے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی نیت کو پورا کرنے کی توفیق بھی مل جاتی ہے۔ نہ کرے تو توفیق نہیں ملتی۔ نیت کی مثال درحقیقت ایسی ہی ہے جیسے انسان کسی جہت کو اپنا منہ کرلیتا ہے۔ اگر کسی نے مشرق کی طرف منہ کرلیا ہو تو وہ مشرق کی طرف چلتا چلا جائے گا۔ مغرب کی طرف منہ کرلیا ہو تو مغرب کی طرف چلتا چلا جائے گا۔ گویا جس چیز کی نیت ہوگی ویسے ہی عمل کی اسے توفیق حاصل ہوگی اس لئے رسول کریم ﷺ نے

فرمایا ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ [۳] یعنی اعمال نیتوں کے تابع ہوتے ہیں اور پھر فرمایا مَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ [۴] جو شخص ایسا ہو کہ اس نے خدا اور اس کے رسول کی خاطر ہجرت کی ہو اسے ہجرت کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے ہی اعمال کی توفیق مل جاتی ہے اور اس کی ہجرت خدا اور اس کے رسول کے لئے ہو جاتی ہے۔ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوْ اِمْرَاَۃٍ یَّتَزَوَّجُھَا۔ [۵] لیکن اگر اس کی ہجرت کی نیت کسی دنیوی مقصد کے لئے یا کسی عورت کے لئے ہو جس سے وہ شادی کرنا چاہتا ہے فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی جس کی اس نے نیت کی ہے۔ تو رسول کریم ﷺ نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا ہے کہ انسان کی نیتوں کے تابع اس کے اعمال ہوتے ہیں۔ اگر وہ نیت پوری نہیں کرتا یا ادنیٰ اور ناقص نیت کرتا ہے تو ایسی نیت کے نتیجہ میں اس سے ادنیٰ اور ناقص اعمال ہی سرزد ہوں گے اور اگر وہ اعلیٰ نیت کرتا ہے تو اس کی نیت کے نتیجہ میں اعلیٰ درجہ کے اعمال صادر ہوں گے۔ اب ہجرت بظاہر ایک ہی چیز ہے مگر ایک ہجرت انسان کو خدا تک پہنچا سکتی ہے، ایک ہجرت اسے دنیا دار بنا سکتی ہے اور ایک ہجرت اسے گھریلو اور پالتو جانوروں کی حیثیت دے دیتی ہے۔ اسی طرح نکاح کا فعل ایک ہی ہے مگر کوئی نکاح ایسا ہوتا ہے جو انسان کے خیالات اور اس کے حوصلوں کو بلند اور وسیع کر دیتا ہے۔ اس کے ذریعہ امن قائم ہوتا اور فسادات کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بعض دفعہ ایک نکاح کے ذریعہ ملکوں میں امن قائم ہو جاتا ہے جب مختلف بادشاہوں کے بیٹوں بیٹیوں کی آپس میں شادیاں ہوتی ہیں تو بسا اوقات اس کے نتیجہ میں ملکوں کی آپس میں لڑائیاں دور ہو جاتی ہیں اور امن قائم ہو جاتا ہے وہ بظاہر ایک مرد اور ایک عورت میں شادی ہوتی ہے مگر صلح ملکوں میں ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ قبائل میں صلح ہو جاتی ہے شادی تو ایک قبیلہ کے لڑکے کی دوسرے قبیلہ کی لڑکی سے ہوتی ہے مگر اتفاق و اتحاد دو قبیلوں کے اندر قائم ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ دو خاندانوں میں شادی کے نتیجہ میں صلح اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اور آپس کی لڑائیاں دور ہو جاتی ہیں مگر اس کے بالکل الٹ بعض دفعہ شادی تو ایک مرد اور ایک عورت کی ہوتی ہے مگر لڑائی ملکوں میں شروع ہو جاتی ہے۔ بادشاہ کے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادیاں ہوتی ہیں مگر ان کے دلوں میں کھوٹ ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملکوں اور قوموں میں لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں گویا وہ شادی بجائے اس کے کہ ایک مرد اور عورت کے دل میں محبت پیدا کرنے کا موجب

ہو جاتی وہ لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کے دلوں میں کینہ اور بغض پیدا کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ اس طرح بعض دفعہ قبائل میں شادیاں ہوتی ہیں مگر بجائے اس کے کہ وہ مرد اور عورت کے دل میں محبت پیدا کرنے کا موجب ہوں قبائل میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کا موجب بن جاتی ہیں اور ان میں آپس میں لڑائی شروع ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ اگر دو خاندانوں میں لڑائی نہیں ہوتی تو کم سے کم مرد اور عورت کی آپس میں ہمیشہ لڑائی رہتی ہے حالانکہ مرد نکاح کی مجلس میں براہ راست حاضر ہو کر اور عورت اپنے ولی کے ذریعہ اقرار کرتی ہے کہ وہ آپس میں میاں بیوی بن کر رہیں گے۔ مرد بھی اس کا اقرار کرتا ہے اور عورت بھی اس کا اقرار کرتی ہے لیکن وہ دونوں ہی سب سے زیادہ اس اقرار کی بے حرمتی کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ مجلس میں کہتے ہیں کہ ہمیں نکاح منظور ہے مگر ان کا رات دن کا چین یہ ہوتا ہے کہ عورت جو بات کہتی ہے مرد کہتا ہے کہ میں اسے ماننے کے لئے تیار نہیں اور مرد جو بات کہتا ہے عورت اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔ گویا وہی دو افراد جو مجلس میں سب کے سامنے یہ عہد کرتے ہیں کہ وہ آپس میں محبت اور پیار سے رہیں گے اس عہد کی رات اور دن خلاف ورزی کرتے رہتے ہیں۔ وہ مونہہ سے نہیں کہتے کہ ہم اس عہد کی خلاف ورزی کر رہے ہیں مگر اپنے عمل سے اس کا اظہار کرتے ہیں۔ درحقیقت رسول کریم ﷺ نے حمد سے کلمات نکاح شروع کر کے بتایا ہے کہ یہ طریقہ اچھا نہیں تم کو اپنے نکاحوں کی بنیاد ایسے طریق پر رکھنی چاہئے جو حمد پیدا کرنے کا موجب ہو تاکہ تم سچے دل سے نَحْمَدُہٗ کے مقام پر کھڑے ہو سکو اور تمہارے دل سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد بلند ہوتی رہے۔

(الفضل ۲۔ دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۳، ۴)

۱؎ الفضل ۴۔ ستمبر ۱۹۴۲ء

۲؎ ابن ماجہ ابواب النکاح باب خطبۃ النکاح۔

۳؎ بخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴؎ بخاری کتاب الایمان والنذور باب ماجاء ان الاعمال بالنیۃ والحسبۃ ولکل امری مانوی.....